کچھ اور ستارے ٹوٹ گئے

سید نقی علی نے عین اپنے یومِ وفات کو میرے نام انگلینڈ سے ایک خط لکھا اور اُس میں بتایا کہ "الحمد للہ میری صحت بہت اچھی ہے"۔

اِس خط کو قلمبند کرنے کے چند گھنٹے بعد ہی وہ ماورائے افق چلے گئے۔

ایسے رفیقِ تحریک اور دوست کی یاد تازہ کرتے ہوئے مَیں اپنے امیر میاں طفیل محمد صاحب کے تعزیتی الفاظ مستعار لیتا ہوں۔

"سید نقی علی مرحوم انتہائی شریف النفس، خدا ترس، شفیق اور تحریکِ اسلامی کے انتہائی مخلص رہنما تھے۔ مرحوم سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ کے ان قدیم ساتھیوں میں سے تھے جنہوں نے دارالاسلام پٹھانکوٹ میں قبل تقسیم مولینا مرحوم کی رفاقت اختیار کی ...... انتہائی ناسا عد حالات میں جماعت اسلامی میں شمولیت اختیار کی اور آخری سانس تک دینِ حق کی اقامت و اشاعت کے کام میں تندہی سے مصروف رہے"۔

ادھر جناب احسان دانش کا دُنیا سے اُٹھ جانا بہت باعثِ قلق ہوا، کیونکہ انہوں نے سنگین حالات سے لمبی لڑائی لڑکر ادنیٰ درجے کی مزدوری سے اپنے آپ کو اُٹھایا اور خدا کی مدد سے علم و عزت کے مرتبے تک پہنچایا۔ اس مزدور شاعر کو ترقی پسندوں اور اشتراکیوں نے اپنی طرف کھینچنے کی بہت کوشش کی، مگر اُس شخص نے کسی ردِّ عمل یا اندھی بغاوت میں پڑے بغیر شعر و ادب میں اسلامی قدروں کو سربلند کرنے کے لیے اپنی ساری کاوشیں وقف کر دیں۔ احسان مرحوم سید مودودی کے معتقدوں میں سے تھے۔

پھر مولانا محمد متین خطیب شیخ الازہر ڈاکٹر عبدالرحمٰن لصار، مولانا جعفر شاہ ندوی اور پیر حسام الدین راشدی جیسی شخصیتیں ہم سے جدا ہو گئیں۔ اس موقع پر میرا ذہن امریکہ میں قتل کیے جانے والے تین دوستوں کی پاکستان آنے والی میتوں پر بھی ہے۔ آخر میں اسی ہفتے جدا ہونے والے، لاہور کے پرانے رفیق جناب محمد علی باغبانپورہ (جو دارالعروبہ کے فیض ہمدانی صاحب کے خسر بھی تھے) کی جدائی کا صدمہ اُٹھانا پڑا۔ تازہ ترین غم دینی عالم و محقق جناب منظور احسن عباسی کا رخصت ہونا ہے۔

خدا ان تمام جدا ہونے والوں کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان کے زخموں کی چارہ سازی فرمائے۔ (ن ص)